تذکارمہدی

روایات سیدنا محمودؓ

مرتبہ

حبیب الرحمٰن زیروی

نے یہ بات سنی تو فوراً حضرت اماں جانؓ سے فرمایا کہ مرغیاں گنوا کر ان بچوں کو قیمت دے دی جائے اور مرغیاں ذبح کر کے کھالی جائیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبارک احمد بہت پیارا تھا۔ 1907ء میں وہ بیمار ہو گیا اور اس کو شدید قسم کے ٹائیفائیڈ کا حملہ ہوا اس وقت دو ڈاکٹر قادیان میں موجود تھے۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ مرحوم و مغفور تھے ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ہمیں باہر نوکری کرنے کے بجائے قادیان میں رہ کر خدمت کرنی چاہئے اور اس رنگ میں شائد وہ پہلے احمدی تھے جو ملازمت چھوڑ کر یہاں آ گئے تھے۔ ایک تو وہ تھے اور دوسرے ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ تھے جو رخصت پر یہاں آئے ہوئے تھے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ مل کر مبارک احمد مرحوم کا علاج کیا کرتے تھے۔ اس کی بیماری کے ایام میں کسی شخص نے خواب دیکھا کہ مبارک احمد کی شادی ہو رہی ہے اور معبرّین نے لکھا ہے کہ اگر شادی غیر معلوم عورت سے ہو تو تعبیر موت ہوتی ہے مگر بعض معبرّین کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر ایسے خواب کو ظاہری صورت میں پورا کر دیا جائے تو بعض دفعہ یہ تعبیر ٹل جاتی ہے۔ پس جب خواب دیکھنے والے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا یہ خواب سنایا تو آپ نے فرمایا کہ معبرّین نے لکھا ہے کہ اس کی تعبیر تو موت ہوتی ہے مگر ظاہری رنگ میں پورا کر دینے کی صورت میں بعض دفعہ یہ تعبیر ٹل جاتی ہے۔ اس لئے آؤ۔ مبارک احمد کی شادی کریں۔ گویا وہ بچہ جسے شادی بیاہ کا کچھ بھی علم نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کی شادی کا فکر ہوا۔ جس وقت حضور علیہ السلام یہ باتیں کر رہے تھے تو ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کے گھر سے جو یہاں بطور مہمان آئے ہوئے تھے صحن میں نظر آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو بلایا اور فرمایا۔ ہمارا منشاء ہے کہ مبارک احمد کی شادی کر دیں۔ آپ کی لڑکی مریم ہے۔ آپ اگر پسند کریں تو اس سے مبارک احمد کی شادی کر دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ حضور مجھے کوئی عذر نہیں لیکن اگر حضور کچھ مہلت دیں تو ڈاکٹر صاحبؓ سے بھی پوچھ لوں۔ ان دنوں ڈاکٹر صاحب مرحوم اور ان کے اہل و عیال گول کمرہ میں رہتے تھے۔ وہ نیچے گئیں اور جیسا کہ بعد کے واقعات معلوم ہوئے۔ وہ یہ ہیں کہ ڈاکٹر صاحب شائد وہاں نہ تھے۔ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کچھ دیر انتظار کیا تو وہ آ گئے۔ جب وہ آئے تو انہوں نے اس رنگ میں ان سے بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں جب کوئی داخل ہوتا ہے تو بعض دفعہ اس کے ایمان کی آزمائش بھی ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان کی آزمائش کرے تو کیا آپ پکے رہیں گے۔

ان کو اس وقت دو خیال تھے کہ شاید ان کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو یہ رشتہ کرنے میں تامل ہو۔ ایک تو یہ کہ اس سے قبل ان کے خاندان کی کوئی لڑکی کسی غیر سید کے ساتھ نہ بیاہی گئی تھی اور دوسرے یہ کہ مبارک احمد ایک مہلک بیماری میں مبتلا تھا اور ڈاکٹر صاحب مرحوم خود اس کا علاج کرتے تھے اور گھر میں جا کر ذکر کیا کرتے تھے کہ اس کی حالت نازک ہے اور اس وجہ سے وہ خیال کریں گے کہ یہ شادی ننانوے فیصد خطرہ سے پُر ہے اور اس سے لڑکی کے ماتھے پر جلد ہی بیوگی کا ٹیکہ لگنے کا خوف ہے اور ان باتوں کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کے گھر والوں کو یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ ڈاکٹر صاحب کمزوری دکھائیں اور ان کا ایمان ضائع ہو جائے۔ اس لئے انہوں نے پوچھا کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان کی آزمائش کرے تو کیا آپ پکے رہیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ استقامت عطا کرے گا۔ اس پر والدہ مریم بیگم مرحومہ نے ان کو بات سنائی اور بتایا کہ اس طرح میں اوپر گئی تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مریم کی شادی مبارک احمد سے کر دیں۔ یہ سن کر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اچھی بات ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ پسند ہے۔ تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ان کا یہ جواب سن کر مریم بیگم مرحومہ کی والدہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے رو پڑیں اور بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب مرحوم نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا۔ کیا تم کو یہ پسند نہیں۔ انہوں نے کہا۔ مجھے پسند ہے۔ بات یہ ہے کہ جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نکاح کا ارشاد فرمایا تھا۔ میرا دل دھڑک رہا تھا اور میں ڈرتی تھی کہ کہیں آپ کا ایمان ضائع نہ ہو جائے اور اب آپ کا یہ جواب سن کر میں خوشی سے اپنے آنسو روک نہیں سکی۔ چنانچہ یہ شادی ہوگئی اور کچھ دنوں کے بعد وہ لڑکی بیوہ بھی ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کسی کے اخلاص کو ضائع نہیں کرتا۔ آخر وہی لڑکی پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں آئی اور خلیفۂ وقت سے بیاہی گئی اور باوجود شدید بیمار رہنے کے اللہ تعالیٰ نے اسے اس وقت تک مرنے نہیں دیا جب تک کہ اس نے اپنی مشیت کے ماتحت اس پیشگوئی کے میرے وجود پر پورا ہونے کا انکشاف نہ فرما دیا جو اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی اور اسے ان خواتین مبارکہ میں شامل نہ کر لیا جو ازل سے مصلح موعود سے منسوب ہو کر حضرت مسیح موعود کا جزو کہلانے والی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ اللہ تعالیٰ

Post

Al Hakam
@AlHakamWeekly

X.com

14 June 1899: Hazrat Mirza Mubarak Ahmad was born in the house of the Promised Messiah (as). The Promised Messiah (as) wrote, “The time of delivery was near for my wife and on 14 June, with the first labour pains, my wife’s condition became serious...

12:06 AM · 2020-06-14

3 40 106

Most relevant replies

Al Hakam @AlHakamW... · 2020-06-14

"Her body temperature dropped and she suffered from extreme weakness. It seemed as though she would faint. I imagined at that time that perhaps she was about to depart this world..."

1 2 13

Al Hakam @AlHakamW... · 2020-06-14

"The children were all deeply overcome and the women and the mother were almost out of their senses for the trying time had arisen suddenly. Believing that she was at her last breaths and being certain of God’s power to perform wonders, I supplicated for her health..."

1 2 12

یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر کہ میں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کروں گا اور یہ پنجشنبہ کا دن تھا اور ذی الحج ۱۳۱۶ھ کی دوسری تاریخ تھی جبکہ یہ الہام ہوا۔ اور اس الہام کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ رب اصحّ زوجتی ھذہ☆ یعنی اے میرے خدا میری اِس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا۔ اور بیماری سے تندرست کر۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس بچہ کے پیدا ہونے کے وقت کسی بیماری کا اندیشہ ہے۔ سو اِس الہام کو میں نے اس تمام جماعت کو سنا دیا جو میرے پاس قادیاں میں موجود تھے اور اخویم مولوی عبد الکریم صاحب نے بہت سے خط لکھ کر اپنے تمام معزز دوستوں کو اس الہام سے خبر کر دی۔ اور پھر جب ۱۳؍ جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جس پر الہام مذکورہ کی تاریخ کو جو ۱۳؍ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا۔ پورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسی لڑکے کی مجھ میں روح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا۔ انّی اسقط من اللّٰہ واصیبہ ۔ یعنی اب میرا وقت آ گیا۔ اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گروں گا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اِس جگہ ایک دن سے مراد دو۲ برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اس کے ۱۴؍ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اُسی مناسبت کے

☆ بچہ پیدا ہونے کے بعد جیسا کہ الہام کا منشاء تھا میری بیوی بیمار ہوگئی چنانچہ اب تک بعض عوارض مرض موجود ہیں اور اعراض شدیدہ سے بفضلہٖ تعالیٰ صحت ہوگئی ہے۔ منہ

لحاظ سے اُس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ☆ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چارشنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چارشنبہ چوتھے گھنٹہ میں کئی دن کے امساکِ باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک دفعہ پر مجھے خبر دی اور یہ ہر چہار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ سے لاکھوں انسانوں میں مشتہر کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اوّل تو خدا تعالیٰ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دے اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دے کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کی جائیں۔ تمام دنیا میں پھرو اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اس وقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۔ اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا تب اس نام رکھنے کے بعد یکدفعہ وہ پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آ گئی۔ ﴿۴۲﴾

اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چہار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

☆ یہاں سہواً ''اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر'' لکھا گیا ہے۔ درست اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۱ پر یوں لکھا ہے ''پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴ر جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴ر صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چہار شنبہ پورا کر دیا''۔ (ناشر)

MALFUZAT

Sayings & Discourses of the Promised Messiah

VOLUME II

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian
The Promised Messiah and Mahdi
(on whom be peace)

MALFUZAT

Sayings and Discourses of the Promised Messiah and Mahdi[as]
Founder of the Ahmadiyya Muslim Community

Volume II

A collection from January 1899 to August 1900

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad
The Promised Messiah and Mahdi[as]
Founder of the Ahmadiyya Muslim Community

Published under the auspices of Hazrat Mirza Masroor Ahmad,
Imam and Head of the Worldwide Ahmadiyya Muslim Community,
Fifth Successor to the Promised Messiah[as],
May Allah be his Helper

ISLAM INTERNATIONAL PUBLICATIONS LIMITED

and pain for this world, and who waste away their lives seeking worldly carrion, day and night."

At night, the Promised Messiah[as] said with a sense of extreme pain: "Alas! At this time, I have no one but God. Strangers, and even my own, are bent on disgracing me. They lie in wait to see me afflicted by misfortunes and vicissitudes. Now if God Almighty does not help me, then I have nowhere to go."[1]

25 June 1899

The *Aqiqah* of Sahibzadah Mirza Mubarak Ahmad

The *aqiqah* of Sahibzadah Mubarak Ahmad Sahib was set to take place on Sunday the 25th of June. His Holiness had entrusted the arrangements for this occasion to Munshi Nabi Bakhsh Sahib. On the day, however, since it was raining, a very cold wind was blowing and there was a dark overcast of clouds, these arrangements could not materialise. The Promised Messiah[as] retired to get some rest and our friend who was responsible for organising everything also went to sleep at home. When the morning had advanced, the Promised Messiah[as] came out and remarked that he could see no arrangements for the *aqiqah*. As people from the village had been invited and certain friends had arrived from other places as well, His Holiness felt a sense of worry for the unreasonable inconvenience that the guests were made to suffer. On the other hand, our friend, Nabi Bakhsh Sahib was extremely perturbed and regretful, as he thought to himself: 'What explanation will I give to the Promised Messiah[as]?' Munshi Sahib presented himself before the Promised Messiah[as] and begged for pardon. The Promised Messiah[as]—the generous man and gracious guide that he is—is not harsh or unjustly critical in nature. The Promised Messiah[as] said: "All right, فُعِلَ مَا قُدِّرَ (*What was destined, has come to pass*)." However, our sensitive friend, Munshi Sahib, could not sit at ease. He was writhing at heart, felt regretful, and would try and do whatever he could. Upon witnessing his state of emotion, His Holiness was reminded of a dream that he saw fourteen years ago which alluded to the fact that he would be blessed with a fourth son, whose *aqiqah* would take place on a Monday.

The joy that the Promised Messiah[as] felt due to the fulfilment of this divine indication and due to the wondrous power of God Almighty, dispelled all our feelings of disappointment and frustration at the lack of preparations. The following

---

1 *Al-Hakam*, vol. 3, no. 22, dated 23 June 1899, p. 7

day on Monday, when all of us, the servants of the Promised Messiah[as], were sitting in the inner courtyard of his house, and the head of Sahibzadah Mubarak Ahmad Sahib was being shaved, the Promised Messiah[as] passionately related this dream.[1]

30 June 1899

At night, during the course of discussion, there was mention of epidemics. The Promised Messiah[as] said: "The monsoon season generally is a dangerous time. Indian physicians say that anyone who remains safe in these three months is, as if, born again." Then, the Promised Messiah[as] said: "The coming winter also seems frightening." The Promised Messiah[as] went on to say: "Physicians propose countless safeguards and precautions as preventative measures. Although the phenomenon of means and the importance of having recourse to these means is perfectly justified, but I would say, to what extent can a weak human of limited knowledge scrutinise and exercise caution before making use of various foods or water? In my view, there is no better amulet or charm, nor a more effective precaution or medicine, than seeking forgiveness from God. I advise my friends to foster peace and harmony with God, and remain engaged in prayer."

The Meaning of a Hadith

The Promised Messiah[as] said: "I have a very deep longing and offer supplications so that the lives of my friends are prolonged and the prophecy in the Hadith is fulfilled, which states that in the era of the Promised Messiah, death will vanish from the earth for forty years." Then, the Promised Messiah[as] said: "This obviously, cannot imply that the cup of death will be taken away from all living creatures during this time. What this means is that those from among them who are beneficial to humanity and valuable individuals, Allah the Almighty will bless their lives."[2]

Prior to 10 July 1899

Allah Does Not Allow the Divinely Commissioned to Suffer Disgrace

I remember vividly that on the day that the district superintendent came to Qa-

[1] *Al-Hakam*, vol. 3, no. 23, dated 30 June 1899, pp. 6-7
[2] *Al-Hakam*, vol. 3, no. 23, dated 30 June 1899, p. 5

"*THE TRUTH IS COME AND THE FALSEHOOD VANISHED*"

—Al-Qur'an

TRUTH TRIUMPHS

(The truth about the 'claims' of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian, Founder of the Ahmadiyya Movement, Mujaddid of the 14th century and the Promised Messiah; and a Critical analysis of the views held by Mirza Mahmud Ahmad, Head of the Qadian Section of the Ahmadiyya Movement)

by

Al-Hajj MUMTAZ AHMAD FARUQUI,

S.K. B.Sc. E.E.

Published by:

AHMADIYYA ANJUMAN ISHAAT-I-ISLAM

Ahmadiyya Buildings, Brandreth Road,

LAHORE-7 — (W. Pakistan)

www.aaiil.org

Ahmad Sahib, like other such 'appointees from Allah', naturally longed for this promise of Allah to be fulfilled in all its glory as soon as possible. So in the interpretation of this promise of Allah, he used his own personal judgement ; and applied it to some of his own boys, which later on proved to be incorrect. At p. 14 of his book Appendix *Anjam-i-Atham* (Published in 1897), he writes : "......then there is another *ilham* which was proclaimed on 20th February, 1886, and that was that God will increase Three into Four. At that time there was no sign of my three sons (Mirza Mahmud Ahmad, Mirza Bashir Ahmad and Mirza Sharif Ahmad) who are present now ; so it seemed that the *ilham* meant that first of all three sons will be given and then another one will be added who will make the number four. So a greater part of this *ilham* is fulfilled as God has given me three sons from this marriage (the second wife) who are here ; and the next one is awaited who will increase the number into four". Now after this, in 1899 the fourth son (Mubarak Ahmad) was born. After his birth Hazrat Mirza Sahib wrote clearly in his book *Tiryaq al-Qulub* :

"This prophecy of 'increasing three into four', was announced on 20th February, 1866, and after the birth of the three sons e. g., Mahmud, Bashir and Sharif, it was again mentioned in *Anjam-i-Atham* and its Appendix, that as informed by God, the 'Promised Musleh (or reformer) who will increase three into four will now appear......"

Then again at p. 40 of the same book *Tiryaq al-Qulub*, in the 25th Sign, Hazrat Mirza Sahib considers the birth of Mubarak Ahmad as a fulfilment of this promise. But the death of Mubarak Ahmad in September 1907, disillusioned Hazrat Mirza Sahib, for he wrote in his Notice *Tabsera* dated 15th November, 1907 :

"When Mubarak Ahmad died, then Allah sent another *ilham* to me : "We give you good news of another gracious son who will take the place of Mubarak Ahmad (both physically and spiritually)."

Similarly some other *ilhams* about this promised son were revealed :

بدر — BADR — QADIAN

قادیان

ای جہان منتظر خوش باش کآمد دلستان | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

مورخہ ۱۹ رجب ۱۳۲۵ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۹ اگست ۱۹۰۷ء

بروز جمعرات

چیہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | اڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | درد ابینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۵ — جلد ۶

دس شرائط بیعت

اوّل ـ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے [illegible] مجتنب رہیگا ـ دوم ـ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے ـ سوم ـ یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا ـ چہارم ـ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے ـ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت ـ عسر اور یسر ـ نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا ـ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا ـ ہفتم ـ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا ـ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر سمجھیگا ـ نہم ـ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائیگا ـ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا ـ کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اندرین دین آمدہ از مادریم
ہم برین از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

آن رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن
جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

از ملائک وز خبرہائے معاد
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد

آن ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آن مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آن مورد لعن خدا است

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

شرح قیمت اخبار بدر

والیان ریاست و گورنمنٹ	عسہ
معاونین درجہ اول جنکو ۴ پرچہ اخبار کسی ایک کے نام جاری کرانیکا حق حاصل ہے	صہ ر
معاونین درجہ دوم جنکو ۲ پرچہ اخبار کسی ایک کے نام جاری کرانیکا حق حاصل ہے	للعہ ر
عام قیمت پیشگی	ے ر
مابعد	للعہ ر
فی پرچہ	۲ ر

جو صاحب تاریخ اجراء سے ایک ماہ کے اندر اندر قیمت اخبار روانہ کرینگے ان سے بحساب پیشگی لی جاویگی جو اخبار وقت پر نہ پہنچے اسے پندرہ یوم کے اندر اندر طلب کرنا چاہیئے بعد میں نہیں مل سکیگا رسید نہ اخبار میں چھاپی جاویگی علیحدہ رسید نہ دیجاویگی روپیہ ارسال کرنے کے بعد اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو خط لکھ کر دریافت کرنا چاہیئے تمام روپیہ بنام میاں معراج الدین عمر بمقام قادیان ضلع گورداسپور آنا چاہیئے

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت لیتے ہیں ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے ـ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ ۳ بار ـ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے میں تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا ـ استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۳ بار ـ رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ـ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں آمین ـ اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہیں۔

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فہرست مضامین

صفحہ ۲ - ڈاک ولائت

صفحہ ۳ - کشمیر ۔ نظم ۔ تاریخ بناء مکان

صفحہ ۴ - خدا کی تازہ وحی

صفحہ ۵ - ۶ - ایک خط اور اس کا جواب

صفحہ ۷ - ۸ - مسیح موعود کی جماعت کو بھائی کی نصیحت

صفحہ ۹ - تمام مریدوں کیلئے عام ہدایت

صفحہ ۱۰ - نظم

صفحہ ۱۱ - سلسلہ حقہ کے نئے ممبر

بدر مسیح

مورخہ ۱۹ - رجب المرجب ۱۳۲۵ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۰۷ء

خدا کی تازہ وحی

۲۳ اگست ۱۹۰۷ء - ۱ - اِنّ الّذین کفروا وصدّوا عن سبیل اللہ سینالہم غضب من ربہم

ترجمہ ۔ تحقیق وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور خدا تعالیٰ کے راہ سے روکا ان کو ان کے رب سے غضب پہونچیگا۔

۲ - یومَ تأتِی السماء بدخانٍ مبین

ترجمہ ۔ جس دن آسمان کھلے طور پر دھواں لائیگا۔

۳ - انّ خبر رسول اللہ واقع

ترجمہ ۔ اللہ کے رسول نے جو خبر دی تھی وہ واقع ہونیوالی ہے۔

۴ - لا تحزن اِنّ اللہ معنا۔

ترجمہ ۔ غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے

۵ - اِنّ ربّی کریم ٌ قریبٌ

ترجمہ ۔ تحقیق میرا رب سخی ہے اور نزدیک ہے

۶ - اِنّہ فضل ربّی ۔ انّہ کان بی حفیا

ترجمہ ۔ میرے رب نے فضل کیا وہ مجھ پر مہربان ہے

۷ - انّی معک یا ابراھیم

ترجمہ ۔ میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم ۔

۸ - لا تخف صدقت قولی

ترجمہ ۔ تو کچھ خوف نہ کر میں نے اپنی بات کو سچا کر دکھایا یعنی سچی کرکے دکھاؤں گا۔

۲۷ اگست ۱۹۰۷ء ۔ صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب جو سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ابھی تک بیمار ہیں ان کی نسبت آج الہام ہوا

قبول ہو گئی ۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا

یعنی یہ دعا قبول ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب موصوف کو شفا دے ۔ یہ پختہ طور پر یاد نہیں رہا کہ کس دن بخار شروع ہوا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میاں کی صحت کی بشارت دی اور نویں دن تپ کے ٹوٹ جانیکی خوشخبری پیش از وقت عطا کی ہے نویں دن کی تصریح نہیں کی اور نہ ہو سکتی ہے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ تپ کی شدید حالت جس دن سے شروع ہوئی وہ ابتدا مرض کا ہوگا ۔ واللہ اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

نمبر ۳۶

۲۶ رجب ۱۳۲۵ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء

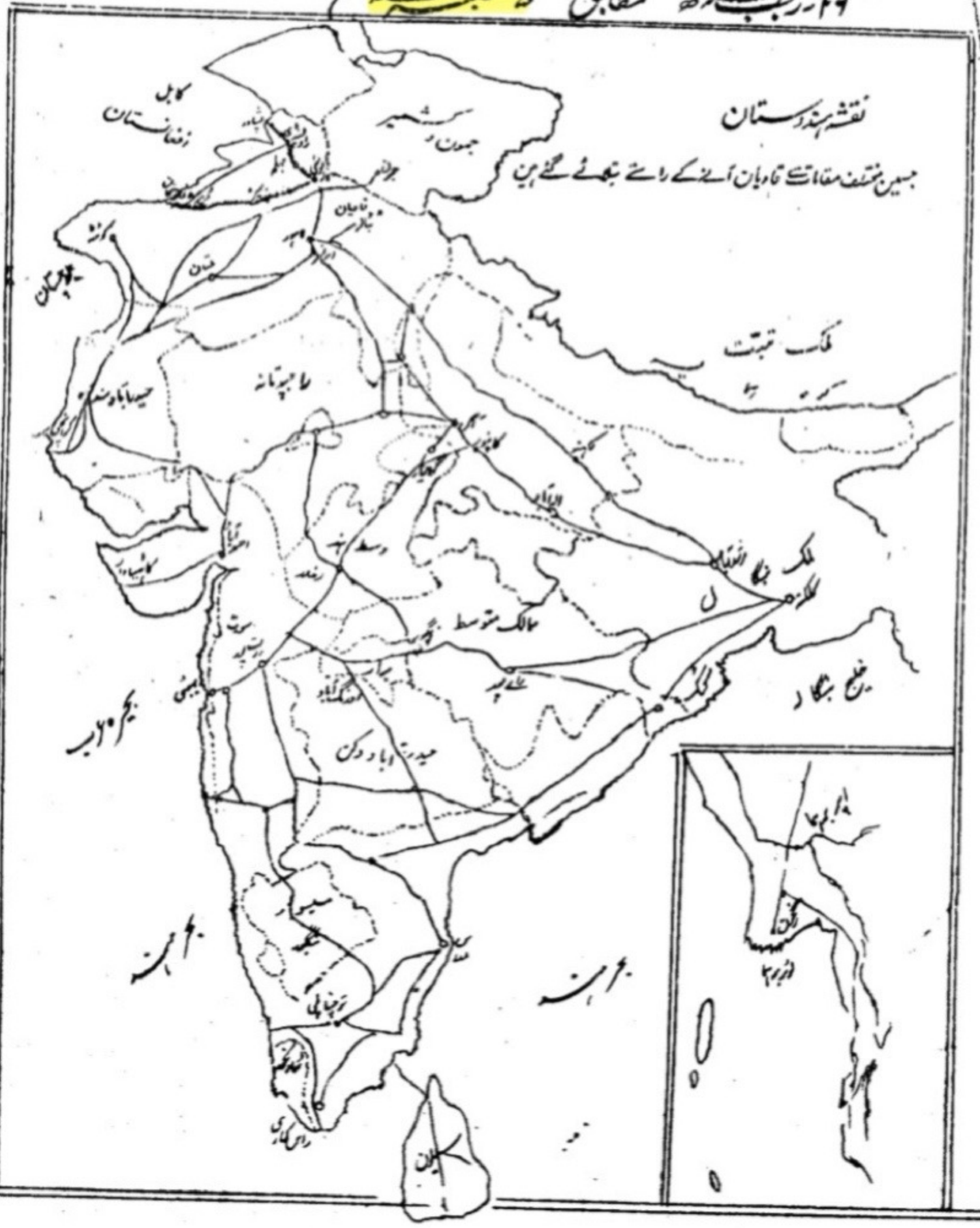

مبارک کی مبارک

عبد الحی کی مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک بزرگ نشان

معہ تقریب شادی

سب حمد و ثنا اس قادر توانا کے لئے ہے۔ جو غیب کی خبریں صرف اپنے رسولوں پر ظاہر کرتا ہے۔ اور صلوٰۃ اور سلام اُن رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ پر ہوں جس کے معجزات اور کرامات نے آج مسیح موعودؑ اور اس کے غلاموں میں نمودار ہو کر دنیا پر خدا کی ہستی کو پھر ظاہر کر دیا۔ کیا ہی مبارک ہے اس مبارک (حضرت صاحبزادہ مبارک احمد فرزند مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا وجود جو بہت سے نشانات سماوی کا مظہر ہو کر خود آیت اللہ ہے اس کے متعلق تازہ نشان کی تفصیل یہ ہے۔ کہ صاحبزادہ تپ شدید سے سخت بیمار ہو گیا تھا یہاں تک کہ بار بار غشی تک نوبت پہونچ گئی اور اکثر تپ ۱۰۴ سے بھی زیادہ ۱۰۵ درجہ تک پہونچ جاتا۔ اور سرسام کی حالت ایسی تھی جو سرسام کا خوف دلاتی تھی رات کیوقت اس نومیدی کی حالت میں حضرت مسیح موعود نے دعا کی۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ "قبول ہو گئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا"۔ یعنی دعا قبول ہو گئی اور تپ جو لازم حال ہو رہا ہے۔ وہ نو دن پورے کر کے دسویں دن ٹوٹ جاوے گا۔ (یہ الہامات اخبار بدر مورخہ ۹ اگست ۱۹۰۷ء میں شائع ہو گئے تھے) چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور خدا تعالےٰ نے دسویں دن بخار توڑ دیا یہاں تک کہ لڑکا تندرست ہو کر باغ سیر کرنے کے لئے چلا گیا یہ خدا کا بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا کیونکہ اس میں ایک دعا کے قبول ہونے کی بشارت تھی اور دوسرے تاریخ صحت مقرر کر دی گئی ہے۔ جس کی تمام جماعت گواہ ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ یعنے خدا تعالےٰ کھلے کھلے غیب پر اسی کو اطلاع دیتا ہے جو اس کا پسندیدہ رسول ہو اور اس الہام کے ساتھ یہ بھی الہام تھا۔ اِنّی معک یا ابراہیم لا تخف صدقت قولی۔ یعنے اے ابراہیم میں تیرے ساتھ ہوں کچھ خوف نہ کر میں اپنی بات کو سچی کر دوں گا چنانچہ وہ وعدہ خدا تعالیٰ سچا ہو گیا۔ اور اس خوشی کے ساتھ یہ مبارک تقریب بھی پیش آئی۔ کہ مبارک احمد کا نکاح ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب کی لڑکی مریم کے ساتھ اُسی مبارک دن (۳۰ اگست ۱۹۰۷ء) میں ہو گیا۔ خدا اس نکاح کو مبارک کرے۔ اور اسی روز اُسیوقت حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کے لڑکے عزیز عبد الحی کا نکاح پیر منظور محمد کی لڑکی حامدہ کے ساتھ ہو گیا خدا تعالیٰ دونوں کا نکاح مبارک کرے اور دونوں نوعروس بیویوں کے عمر دراز کرے۔ آمین۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے بعد از نماز عصر خطبہ نکاح پڑھا اس مبارک تقریب پر ہم مبارکباد کہتے ہیں حضرت امام علیہ السلام کیخدمت میں اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کیخدمت میں اور حضرت ام المومنین اور والدہ صاحبہ عزیز عبد الحی کیخدمت میں اور حضرت میر صاحب اور والدہ صاحبہ محمد اسحٰق کیخدمت میں اور اُن کے تمام لواحقین اہل بیت کیخدمت میں اور جناب ڈاکٹر میر عبد الستار شاہ صاحب اور پیر منظور محمد صاحب اور ان کے لواحقین کیخدمت میں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تعلقات میں اپنے فضل و کرم سے برکات عظیم ڈالے آمین ثم آمین

"بدر"

www.aaiil.org

انوار العلوم

تصانیف

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعُود

خلیفۃ المسیح الثانی

17

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

میری مریم

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۱؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اَے دل تو جاں فدا کر

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَبِالْقُرْاٰنِ حَکَماً۔

سیدہ اُمِّ طاہر کا بچپن

چھتیس سال کے قریب ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی لڑکی مریم بیگم کا نکاح ہمارے مرحوم بھائی مبارک احمد سے پڑھوایا۔ اِس نکاح کے پڑھوانے کا موجب غالباً بعض خوابیں تھیں جن کو ظاہری شکل میں پورا کرنے سے اِن کے انذاری پہلو کو بدلنا مقصود تھا مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت پوری ہوئی اور مبارک احمد مرحوم اللہ تعالیٰ سے جا ملا اور وہ لڑکی جو ابھی شادی اور بیاہ کی حقیقت سے ناواقف تھی بیوہ کہلانے لگی۔ اُس وقت مریم کی عمر دو اڑھائی سال کی تھی اور وہ اُن کی ہمشیرہ زادی عزیزہ نصیرہ اکٹھی گول کمرہ سے جس میں اُس وقت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم ٹھہرے ہوئے تھے کھیلنے کے لئے اوپر آ جایا کرتی تھیں اور کبھی کبھی گھبرا کر جب منہ بسورنے لگتیں تو میں کبھی مریم کو اُٹھا کر کبھی نصیرہ کو اُٹھا کر گول کمرہ میں چھوڑ آیا کرتا تھا اُس وقت مجھے یہ خیال بھی نہ آ سکتا تھا کہ وہ بچی جسے مَیں اُٹھا کر نیچے لے جایا کرتا ہوں کبھی میری بیوی بننے

KHALIFATUL-MASIH IV رحمه الله علیه

Hazrat Mirza Tahir Ahmad

In the year 1907, the youngest son of the Promised Messiah[as], Mirza Mubarak Ahmad[ra], fell very ill when he was just eight years old. This child was very dear to the Promised Messiah[as]. In one of his poems, he had referred to Mirza Mubarak Ahmad[ra] as 'a piece of my heart'. During the illness, someone had a strange dream in which he saw Mirza Mubarak Ahmad[ra] getting married. When the Promised Messiah[as] was told about this, he said:

> The meaning of this dream is death, but the interpreters of dreams have also written that if a dream is fulfilled in literal terms, then sometimes the actual [negative] meaning of the dream can be altered. For this reason, let's get Mubarak Ahmad married, so Allah grants him health and death can be averted.

Hazrat Dr Abdus-Sattar Shah[ra], who was a devoted companion of the Promised Messiah[as] and was treating the illness of Mirza Mubarak Ahmad[ra], had a daughter named Maryam, who was about two and

a half years old. The Promised Messiah[as] asked for Maryam's hand in marriage with Mubarak Ahmad[ra] and Hazrat Dr Abdus-Sattar Shah[ra] happily accepted the proposal. Hence, the *nikah* or marriage ceremony was held on 30 August 1907.

Islamic law allows such a *nikah* or marriage in which the bride and groom are children. When they attain adulthood, they may proceed with the marriage or end it if they wish.[1]

Hazrat Hakeem Maulana Noor-ud-Deen[ra], who would later be elected as Khalifatul-Masih I, announced the *nikah* of Sayyadah Maryam and Mirza Mubarak Ahmad. However, God Almighty willed something else. A few days after the *nikah* on 16 September 1907, Mirza Mubarak Ahmad[ra] passed away and Sayyadah Maryam became a widow at the age of two and a half years.

The Promised Messiah[as] expressed a desire for her to stay in his family. Praise God! How He fulfilled the words of the Promised Messiah[as]. About fourteen years later, on 7 February 1921, Hazrat Mirza Bashir-ud-Deen Mahmood Ahmad[ra], another son of the Promised Messiah[as], married Hazrat Sayyadah Maryam and brought her into his home. Hazrat Sayyadah Maryam was once again given the great honour of

دُرِّ ثمین

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام
بانیٔ جماعتِ احمدیہ

کے

پُر معارف اُردو منظوم کلام کا انتخاب

لوحِ مزار میرزا مبارک احمد

(نوشتہ ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء)

جگر کا ٹکڑا مبارک احمدؔ[1] جو پاک شکل اور پاک خُو تھا
وہ آج ہم سے جُدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر

کہا کہ "آئی ہے نیند مجھ کو" یہی تھا آخر کا قول لیکن
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے بھی ہم جگا جگا کر

برس تھے آٹھ اور کچھ مہینے کہ جب خدا نے اُسے بلایا
بُلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

---

[1] "میں جو غلام احمد نام خدا کا مسیح ہوں مبارک احمد جس کا اوپر ذکر ہے میرا لڑکا تھا۔ وہ بتاریخ ۷ ر شعبان ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۶ر ستمبر ۱۹۰۷ء بروز دوشنبہ بوقت نماز صبح وفات پاکر الہامی پیشگوئی کے موافق اپنے خدا کو جا ملا۔ کیونکہ خدا نے میری زبان پر اس کی نسبت فرمایا تھا کہ وہ خدا کے ہاتھ سے دنیا میں آیا اور چھوٹی عمر میں ہی خدا کی طرف واپس جائے گا۔ منہ"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۹۳)

ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیشگوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ کر مشتہر کریں اور یادداشت کے لئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظر گاہ میں چسپاں کریں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تبصرہ

مجھے اس تحریر کے لئے اس بات نے مجبور کیا ہے کہ مَیں مامور ہوں کہ امر معروف اور نہی منکر کروں اور سُننے والوں کو اُن امور پر قائم کروں جن سے اُن کا ایمان قوی ہو اور معرفت زیادہ ہو اور صراط مستقیم پر قائم ہو جاویں۔ واضح ہو کہ مَیں نے اس ہفتہ کے اخبارِ عام میں اس کے پہلے کالم میں ہی پڑھا ہے کہ بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے میرے فرزند مبارک احمد کی وفات پر بڑی خوشی ظاہر کی ہے۔ بلکہ دوسرے بعض اخباروں میں بھی بڑے زور سے اس واقعہ کو ظاہر کر کے یہ رنگ اس پر چڑھایا ہے کہ گویا ان میں سے کسی کا مباہلہ میں فتحیاب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے۔ ہم اس جگہ زیادہ لکھنا نہیں چاہتے کیونکہ جھوٹ کی سزا دینے کے لئے خدا تعالیٰ کافی ہے۔

واضح ہو کہ مَیں نے کسی سے ایسا مباہلہ نہیں کیا جس سے کسی دوسرے فریق کی اولاد کو اس طرح پر معیار صدق و کذب بنایا جاوے کہ اگر اس فریق کا لڑکا مر گیا تو وہ جھوٹا ٹھہرے گا بلکہ مَیں ہمیشہ یہی چاہتا ہوں کہ وہی شخص نابود ہو جس کا گناہ ہے۔ جس نے خدا پر افترا کیا ہے یا صادق کو

کاذب ٹھہراتا ہے۔ ہاں اگر کسی کی اولاد مباہلہ کے وقت حاضر ہو کر خود مباہلہ سے حصّہ لے اور افترا کے حامی یا تکذیب کے حامی ہو جاویں جیسا کہ قرآن شریف سے سمجھا جاتا ہے تب وہ کاذب ہونے کی حالت میں عذاب میں بھی شریک ہوں گے جیسا کہ وہ مقابلہ میں شریک ہو گئے۔ ورنہ بموجب حکم آیت لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔[1] خدا ایک کے گناہ کے لئے دوسرے کو ہلاک نہیں کرتا۔ میرا لڑکا مبارک احمد نابالغ تھا اور ابھی نو برس کی عمر کو نہیں پہنچا تھا جب وہ فوت ہو گیا۔ اور خدا نے اس کی وفات سے کئی برس پہلے دو مرتبہ اس کی نسبت خبر دی تھی کہ ابھی وہ بالغ نہیں ہوگا جو فوت ہو جائے گا۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ دشمن اس دن خوش ہوگا اور اپنا وار کرے گا مگر ساتھ ہی دشمن کے بدانجام کی بھی خبر دی تھی کہ آخرکار وہ غضب الٰہی کے نیچے آئے گا اور میری نسبت یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ دن تلخ زندگی کے ہوں گے اور ساتھ اس کے میرے دل کی حالت کو ان الفاظ سے ظاہر کیا تھا کہ اِنِّیْ مَعَ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ حَالٍ یعنی مَیں ہر ایک حال میں خدا کے ساتھ ہوں اور جو اس کی رضا ہے وہی میری رضا ہے۔ اور یہ بھی میرے گھر کے لوگوں کو خدا نے مخاطب کر کے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ **ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر**۔ اور یہ بھی ان کی نسبت الہام تھا کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔ یعنی اے اہل بیت خدا تمہیں ایک امتحان کے ذریعہ سے پاک کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔ اس الہام میں بھی اسی مصیبت کی طرف اشارہ تھا۔ اور علاوہ اس کے اور کئی الہام تھے جن میں بصراحت اس لڑکے کے مرنے کی خبر دی گئی تھی۔ اور صرف یہی نہیں تھا کہ زبانی اپنی جماعت کو یہ پیشگوئیاں بتلائی گئی تھیں بلکہ یہ پیشگوئیاں اس واقعہ سے کئی سال پہلے اخبار بدر اور الحکم میں شائع کر دی گئی تھیں جس کا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ مبارک احمد قبل اس کے کہ جو بلوغ کی عمر کو پہنچے فوت ہو جائے گا اور باوجود اس کے کہ میرے کئی اَور لڑکے تھے جو اس کے حقیقی بھائی تھے مگر مَیں نے خدا سے الہام پا کر صریح طور پر پیشگوئی میں شائع کیا تھا کہ قبل از بلوغ وفات پانے والا مبارک احمد ہے۔ اور صاف اور کھلے لفظوں میں لکھا تھا کہ مبارک احمد نابالغ ہونے کی حالت میں ہی فوت ہو جائے گا۔

---

[1] الانعام: ۱۶۵

اب ظاہر ہے کہ یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان تھا جو خدا نے کھلے کھلے طور پر خبر دے دی کہ مبارک احمد بلوغ کی عمر تک نہیں پہنچے گا اور خوردسالی میں ہی فوت ہو جائے گا۔ اب کوئی ایماندار سوچے کہ کیا یہ کسی اعتراض کی جگہ تھی بلکہ یہ موت تو پہلے ہی سے مقرر ہو چکی تھی اور اخباروں میں شائع ہو چکی تھی۔ اس لئے یہ ایک بڑا بھاری نشان تھا کیونکہ ایسے عمیق غیب پر انسان کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ مگر تعصّب کا کیا علاج۔ متعصب انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اس وقت اس پر یہ شعر صادق آتا ہے۔ ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد   عیب نماید ہنرش درنظر[۱]

لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَکِ ۔ یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا۔ اور اس کا قائمقام اور اس کا شبیہ ہوگا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔ اس لئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا۔ بلکہ زندہ ہے۔ اور ایک الہام میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اِنِّیْ اُرِیْحُکَ وَلَا اُجِیْحُکَ وَاُخْرِجُ مِنْکَ قَوْمًا یعنی مَیں تجھے راحت دوں گا اور مَیں تیری قطع نسل نہیں کروں گا اور ایک بھاری قوم تیری نسل سے پیدا کروں گا یہ خدا کا کلام ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ اگر اس زمانہ کے بعض لوگ لمبی عمر پائیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ آج جو خدا کی طرف سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے وہ کس شان اور قوت اور طاقت سے ظہور میں آئے گی۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ وہ خدا جس نے ابراہیم علیہ السّلام کو اور پھر موسیٰ علیہ السّلام کو اور پھر عیسیٰ علیہ السّلام کو اور سب کے بعد ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جانی اور خونی دشمنوں سے بچایا وہ مجھے بھی بچائے گا۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ دشمن اپنے کردار کی سزا پائیں گے کیونکہ خدا شریر کو دوست نہیں رکھتا۔ جو شخص تقویٰ سے کام نہیں لیتا اور بدزبانی میں حد سے بڑھ جاتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے۔ مگر خدا متقی کے ساتھ

[۱] ترجمہ شعر: بدخواہ کی آنکھ کہ خدا کرے پھوٹ جائے۔ اسے ہنر بھی عیب دکھائی دیتا ہے۔

ہوتا ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ معمولی سلسلہ موت کا ہر ایک بد اور نیک پر محیط ہے۔ کسی خاص فرقہ سے مخصوص نہیں۔ اگر ہماری اولاد میں سے کوئی مر گیا یا آئندہ مرے تو دشمنوں کے لئے یہ خوشی کی بات نہیں کیونکہ یہ موت ہر ایک کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ بلکہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ ہمارے گھر کے عزیزوں میں سے یا ہمارے بہت قریب متعلقین میں سے بعض کی اجل قریب ہے۔ سو ایسے واقعات دشمن کے لئے خوشی کی جگہ نہیں کیونکہ موت فوت سے کسی نبی کا خاندان مستثنیٰ نہیں رہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کئی لڑکے فوت ہو گئے یہاں تک کہ خبیث فطرت کافروں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھا۔ مگر آخر کار خدا نے فتح اور نصرت کے تمام وعدے پورے کئے یہاں تک کہ ان عرب کے کافروں کا نام ونشان نہ رہا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معدوم کرنا چاہتے تھے اور جزیرۂ عرب اسلام سے بھر گیا یہ سچ ہے کہ اَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ سو خدا کا یہ وعدہ ہے کہ مجھ سے بھی ایسا ہی کرے گا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ ایک دن آتا ہے کہ جن متعصب اور جانی دشمنوں کا آج مُنہ دیکھتے ہو۔ پھر نہیں دیکھوگے۔ وہ جڑ سے کاٹے جاویں گے اور ان کا نام ونشان نہیں رہے گا۔ اس بارے میں ان دنوں میں جو کچھ خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے۔ وہ پیشگوئی اس جگہ لکھتا ہوں۔ چاہیے کہ میری جماعت اس کو یاد رکھیں۔ اور اس کو اپنے گھروں کے نظارہ گاہ جگہوں پر چسپاں کریں اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اس سے اطلاع دیں اور جہاں تک ممکن ہو نرمی اور آہستگی سے اپنے واقف کاروں کو اس امر پر مطلع کریں کیونکہ یہ دن آنے والے ہیں اور خدا نے سب کچھ دیکھا ہے اور اب وہ ہم میں اور ہمارے اُن مخالفوں میں جو تکفیر اور گالیوں سے باز نہیں آتے فیصلہ کرے گا۔ وہ حلیم ہے مگر اس کا غضب بھی سب سے بڑھ کر ہے اور وہ سزا دینے میں دھیما ہے مگر اس کا قہر بھی ایسا ہے کہ فرشتے بھی اس سے کانپتے ہیں۔ اور اس پیشگوئی میں ہمارے مخاطب صرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ مجھے ستایا اور گالیاں دینے اور بدزبانی میں حد سے زیادہ بڑھ گئے بلکہ بعض نے ان میں سے میرے قتل کے فتوے دیئے اور وہ سب لوگ چاہتے ہیں کہ مَیں قتل کیا

کو وسیع کر دے۔ وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائے گا اور لوگوں میں تیرا نام عزت اور بلندی سے لیا جائے گا۔ مَیں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم اور ایسا ہی تیرے اہل کے ساتھ اور تو میرے ساتھ ہے اور ایسا ہی تیرے اہل۔ مَیں رحمان ہوں۔ میری مدد کا منتظر رہ اور اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا۔ اور پھر آخر میں اُردو میں فرمایا کہ مَیں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو مَیں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ مَیں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلّت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا۔ اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہو گی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ خدا ایک قہری تجلّی کرے گا اور وہ جو جھوٹھ اور شوخی سے باز نہیں آتے ان کی ذلّت اور تباہی ظاہر کرے گا۔ مگر میری طرف ایک دنیا کو جھکا دے گا اور میرا نام عزت کے ساتھ دُنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلا دے گا۔ سو چاہیے کہ میری جماعت کے لوگ اس پیشگوئی کے منتظر رہیں اور تقویٰ وطہارت سے پاک نمونہ دکھاویں۔

اس پیشگوئی کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی ہے کہ ایک سخت طاعون اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں بھی آنے والی ہے جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ وہ لوگوں کو دیوانہ کی طرح کر دے گی۔ معلوم نہیں کہ اس سال یا آئندہ سال میں ظاہر ہوگی۔ مگر خدا مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ مَیں تجھے اور تمام ان لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر ہیں بچاؤں گا۔ گویا اس دن یہ گھر نوح کی کشتی ہوگا جو شخص اس گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بچایا جائے گا اور خدا

انوار العلوم

تصانیف

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود

خلیفۃ المسیح الثانی

17

والی ہے اور یہ خیال تو اور بھی بعید از قیاس تھا کہ کبھی وہ وقت بھی آئے گا کہ مَیں پھر اُس کو اُٹھا کر نیچے لے جاؤں گا مگر گول کمرہ کی طرف نہیں بلکہ قبر کی لحد کی طرف۔ اِس خیال سے نہیں کہ گل پھر اِس کا چہرہ دیکھوں گا بلکہ اِس یقین کے ساتھ کے قبر کے اِس کنارہ پر پھر اِس کی شکل کو جسمانی آنکھوں سے دیکھنا یا اِس سے بات کرنا میرے نصیب میں نہ ہوگا۔

۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۷ء تک کا عرصہ

عزیز مبارک احمد فوت ہوگیا اور ڈاکٹر صاحب کی رخصت ختم ہوگئی۔ وہ بھی واپس اپنی ملازمت پر رعیہ ضلع سیالکوٹ چلے گئے۔سید ولی اللہ شاہ صاحب اور ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ صاحب اُس وقت سکول میں پڑھا کرتے تھے دونوں میرے دوست تھے مگر ڈاکٹر حبیب عام دوستوں سے زیادہ تھے۔ ہم یکجان دو قالب تھے مگر اُس وقت کبھی وہم بھی نہ آیا تھا کہ ان کی بہن پھر کبھی ہمارے گھر میں آئے گی۔اُن کی دوستی خود اُن کی وجہ سے تھی اِس کا باعث یہ نہ تھا کہ اُن کی ایک بہن ہمارے ایک بھائی سے چند دن کے لئے بیاہی گئی تھی۔ دن کے بعد دن اور سالوں کے بعد سال گزر گئے اور مریم کا نام بھی ہمارے دماغوں سے مٹ گیا۔مگر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی وفات کے بعد ایک دن شاید ۱۹۱۷ء یا ۱۹۱۸ء تھا کہ میں امۃ الحی مرحومہ کے گھر میں بیت الخلاء سے نکل کر کمرہ کی طرف آ رہا تھا راستہ میں ایک چھوٹا سا صحن تھا اُس کے ایک طرف لکڑی کی دیوار تھی مَیں نے دیکھا ایک دُبلی پتلی سفید کپڑوں میں ملبوس لڑکی مجھے دیکھ کر اُس لکڑی کی دیوار سے چمٹ گئی اور اپنا سارا لباس سمٹا لیا۔مَیں نے کمرہ میں جا کر امۃ الحی مرحومہ سے پوچھا امۃ الحی! یہ لڑکی باہر کون کھڑی ہے۔انہوں نے کہا آپ نے پہچانا نہیں، ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی لڑکی مریم ہے۔مَیں نے کہا اُس نے تو پردہ کیا تھا اور اگر سامنے بھی ہوتی تو مَیں اُسے کب پہچان سکتا تھا۔۱۹۰۷ء کے بعد اِس طرح مریم دوبارہ میرے ذہن میں آئی۔

سیدہ اُمِّ طاہر سے نکاح

اَب مَیں نے دریافت کرنا شروع کیا کہ کیا مریم کی شادی کی بھی کہیں تجویز ہے؟ جس کا جواب مجھے یہ ملا کہ ہم سادات ہیں، ہمارے ہاں بیوہ کا نکاح نہیں ہوتا۔اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں کسی جگہ شادی ہوگئی تو کر دیں گے ورنہ لڑکی اِسی طرح بیٹھی رہے گی میرے لئے یہ سخت صدمہ کی بات

تھی۔ مَیں نے بہت کوشش کی کہ مریم کا نکاح کسی اور جگہ ہو جائے مگر ناکامی کے سِوا کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ آخر مَیں نے مختلف ذرائع سے اپنے بھائیوں سے تحریک کی کہ اِس طرح اِس کی عمر ضائع نہ ہونی چاہئے اِن میں سے کوئی مریم سے نکاح کر لے لیکن اِس کا جواب بھی نفی میں ملا۔ تب مَیں نے اِس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فعل کسی جان کی تباہی کا موجب نہ ہونا چاہئے اور اِس وجہ سے کہ اِن کے دو بھائیوں سید حبیب اللہ شاہ صاحب اور سید محمود اللہ شاہ صاحب سے مجھے بہت محبت تھی مَیں نے فیصلہ کر لیا کہ مَیں مریم سے خود نکاح کر لوں گا اور ۱۹۲۰ء میں اِس کی بابت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم سے مَیں نے درخواست کر دی جو اُنہوں نے منظور کر لی اور ۷؍ فروری ۱۹۲۱ء کو ہمارا نکاح مسجد مبارک کے قدیم حصہ میں ہو گیا۔ وہ نکاح کیا تھا ایک ماتم کدہ تھا۔ دعاؤں میں سب کی چیخیں نکل رہی تھیں اور گریہ وزاری سے سب کے رُخسار تر تھے۔ آخر ۲۱؍ فروری ۱۹۲۱ء کو نہایت سادگی سے جا کر مَیں مریم کو اپنے گھر لے آیا اور حضرت اُمّ المومنین کے گھر میں اِن کو اُتارا جنہوں نے ایک کمرہ اِن کو دے دیا جس میں اِن کی باری میں ہم رہتے تھے۔ وہی کمرہ جس میں اَب مریم صدیقہ رہتی ہیں وہاں پانچ سال تک وہ رہیں اور وہیں اِن کے ہاں پہلا بچہ پیدا ہوا۔ یعنی طاہر احمد (اوّل) مرحوم اور اِس کے چلے میں وہ سخت بیمار ہوئیں جو بیماری بڑھتے بڑھتے ایک دن اِن کی موت کا موجب ثابت ہوئی۔

شادی کے ابتدائی ایام

شادی کے ابتدائی ایام میں وہ سخت دُبلی پتلی ہوتی تھیں اور شکل میں بعض ایسے نقص تھے جو میری طبیعت پر گراں گزرا کرتے تھے۔ اِسی طرح وہ ٹھیٹھ پنجابی بولتی تھیں اور مجھے گھر میں کسی کا پنجابی بولنا زہر معلوم ہوتا ہے۔ اِن کی طبیعت ہنسوڑ تھی وہ مجھے چڑانے کے لئے جان کر بھی اُردو بولتے ہوئے پنجابی الفاظ اِس میں ملا دیا کرتی تھیں۔ اِسی طرح چونکہ باپ ماں کی وہ بہت لاڈلی تھیں ذرا سی بات بھی اگر ناپسند ہوتی تو اُس پر چڑ کر رونے لگ جاتی تھیں اور جب رونے لگتیں تو آنسوؤں کا ایک سیلاب آ جاتا تھا، دو دو دن تک متواتر روتی رہتی تھیں۔ شاید یہ مرض ہسٹیریا کے سبب سے تھا۔ جب مَیں انگلستان گیا ہوں تو امۃ الحی مرحومہ اور اِن کی باہمی لڑائی کی وجہ سے مَیں اِن سے کچھ خفا تھا مگر مجھے واپس آ کر معلوم ہوا کہ غلطی زیادہ امۃ الحی مرحومہ کی تھی۔ اِس خفگی کی وجہ

پالتی ہے مَیں اِن کو پالوں گی اور دوسرے دن قیوم اور رشید کو لاکر مَیں نے اِن کے حوالے کر دیا نہ اُنہیں اور نہ مجھے معلوم تھا کہ ہم اِس وقت اِن کی موت کے فیصلہ پر دستخط کر رہے تھے کیونکہ اِس ذمہ واری کی وجہ سے انہیں بھی اور مجھے بھی بہت تکالیف پہنچیں مگر ہم اِن تکالیف کی وجہ سے محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے طالب ہیں۔ مجھے امۃ الحی بہت پیاری تھی اور پیاری ہے مگر مَیں دیانتداری سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اگر وہ زندہ رہتیں تو اِس طرح اپنے بچوں کی بیماری میں اِن کی تیمارداری کر سکتیں جس طرح مریم بیگم نے اِن کے بچوں کی بیماریوں میں اِن کی تیمارداری کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی روح کو اپنی گود میں اُٹھالے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی فضل فرمائے۔

اُنیس سالہ لڑکی کا یکدم تین بچوں کی ماں ہو جانا کوئی معمولی بات نہ تھی مگر اُنہوں نے خوشی سے اور جوش سے اِس بوجھ کو اُٹھایا اور میری اُس وقت مدد کی جب ساری دنیا میں میرا کوئی مددگار نہ تھا۔ انہوں نے مجھے اِس وعدہ کی ذمہ واری سے سبکدوش کیا جس سے سبکدوش ہونا میرے بس کی بات نہ تھی۔ میری نظروں کے سامنے وہ نظارہ آج بھی ہے جب میں قیوم اور رشید کو مرحومہ کے پاس لایا اور اُنہوں نے پُرنم آنکھوں سے اِن کو اپنے سینہ سے لگاتے ہوئے کہا کہ اَب سے مَیں تمہاری اُمّی ہوں اور یہ سہمی ہوئی بچیاں بھی اُس وقت سسکتی ہوئیں اِن کے گلے سے لگ گئیں۔

محبت کے لئے دعا جو خدا نے سن لی

مَیں نے اِن سے اُس وقت وعدہ کیا کہ مریم! تم اِن بے ماں کے بچوں کو پالو اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ مَیں تم سے بہت محبت کروں گا اور مَیں نے خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اِن کی محبت میرے دل میں پیدا کر دے اور اُس نے میری دعا سن لی۔ مَیں نے اُس دن سے اِن سے محبت کرنی شروع کر دی۔ اِن کی طرف سے سب انقباض دل سے نکل گیا اور وہ میرے دل پر مسلّط ہوگئیں۔ اِن کی وہی شکل جو میری آنکھوں میں چبھتی تھی، اَب مجھے ساری دنیا میں حسین ترین نظر آنے لگی اور اِن کا لااُبالی پن جس پر میں بُرا منایا کرتا تھا اَب مجھے اِنکا پیدائشی حق معلوم دینے لگا۔

غضب کی ذہانت

مریم کچھ زیادہ لکھی پڑھی نہ تھیں اور اِن کا خط بھی بہت خراب تھا۔ اِستقلال سے پڑھنے لکھنے کا ملکہ بھی نہ تھا۔ صرف چند دن سبق لے کر چھوڑ دیتی تھیں مگر ذہانت غضب کی تھی۔ آنکھ سے، ماتھے کی شکنوں سے، سانس سے، چال سے، اشارہ سے راز کو اِس طرح پالیتی تھیں کہ حیرت آتی تھی۔ انسان خیال کرتا تھا کہ اِنہیں غیب معلوم کرنے کا کوئی نسخہ آتا ہے۔ طبیعت سخت حساس تھی۔ جہاں طنز مدنظر نہ ہوتی تھی انہیں طنز نظر آتی تھی، جہاں خفگی کا شائبہ بھی نہ ہوتا تھا وہ خفگی کے آثار محسوس کرتی تھیں دوسروں سے بڑھ کر بھی اِن سے سلوک کرو تو وہ سمجھتی تھیں کہ مجھ سے بے انصافی ہو رہی ہے۔ یہ معاملہ اِن کا مجھ سے ہی تھا اور اِسی معاملہ میں آ کر اِن کی ذہانت بے کار ہو جاتی تھی۔

احمدیت پر سچا ایمان

مریم کو احمدیت پر سچا ایمان حاصل تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر قربان تھیں اِن کو قرآن کریم سے محبت تھی اور اِس کی تلاوت نہایت خوش الحانی سے کرتی تھیں۔ انہوں نے قرآن کریم ایک حافظ سے پڑھا تھا اس لئے ط، ق خوب بلکہ ضرورت سے زیادہ زور سے ادا کرتی تھیں۔ علمی باتیں نہ کر سکتی تھیں مگر علمی باتوں کا مزہ خوب لیتی تھیں۔ جمعہ کے دن اگر کسی خاص مضمون پر خطبہ کا موقع ہوتا تھا تو واپسی پر مَیں اِس یقین سے گھر میں گھستا تھا کہ مریم کا چہرہ چمک رہا ہوگا اور وہ جاتے ہی تعریفوں کے پُل باندھ دے گی اور کہیں گی کہ آج بہت مزہ آیا اور یہ قیاس میرا شاذ ہی غلط ہوتا تھا۔ مَیں دروازے پر انہیں منتظر پاتا۔ خوشی سے ان کے جسم کے اندر ایک تھرتھراہٹ سی پیدا ہو رہی ہوتی تھی۔

بہادر دل کی عورت

مریم ایک بہادر دل کی عورت تھیں۔ جب کوئی نازک موقع آتا مَیں یقین کے ساتھ ان پر اعتبار کر سکتا تھا۔ اِن کی نسوانی کمزوری اس وقت دَب جاتی، چہرہ پر استقلال اور عزم کے آثار پائے جاتے اور دیکھنے والا کہہ سکتا تھا کہ اب موت یا کامیابی کے سِوا اِس عورت کے سامنے کوئی تیسری چیز نہیں ہے۔ یہ مر جائے گی مگر کام سے پیچھے نہ ہٹے گی۔ ضرورت کے وقت راتوں اِس میری محبوبہ نے میرے ساتھ کام کیا ہے اور تھکان کی شکایت نہیں کی۔ اِنہیں صرف اتنا کہنا کافی ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ کا کام ہے یا سلسلہ کے لئے کوئی خطرہ یا بدنامی ہے اور وہ شیرنی کی طرح لپک کر کھڑی ہو جاتیں اور بھول جاتیں

اپنے آپ کو، بھول جاتیں کھانے پینے کو، بھول جاتیں اپنے بچوں کو بلکہ بھول جاتی تھیں مجھ کو بھی اور صرف انہیں وہ کام ہی یاد رہ جاتا تھا اور اِس کے بعد جب کام ختم ہو جاتا تو وہ ہوتیں یا گرم پانی کی بوتلیں جن میں لپٹی ہوئی وہ اِس طرح اپنے درد کرنے والے جسم اور متورمِ پیٹ کو چاروں طرف سے ڈھانپے ہوئے لیٹ جاتیں کہ دیکھنے والا سمجھتا تھا کہ یہ عورت ابھی کوئی بڑا آپریشن کروا کر ہسپتال سے آئی ہے۔ اور وہ کام اِن کے بیمار جسم کے لئے واقعہ میں بڑا آپریشن ہوتا تھا۔

دیگر صفات لذت حاصل کرنے کا مادہ مریم میں غضب کا تھا۔ ایک مردہ دل کو زندہ دل بنا دیتی تھیں۔ گھوڑے کی سواری کی بے انتہا شوقین تھیں، بندوق چلانا بھی جانتی تھیں اور اگر کبھی اِن کا نشانہ میرے نشانہ سے بڑھ جاتا تو اِن کی خوشی کی حد نہ رہتی۔ پہاڑ و دریا کی سیر سے لذت اُٹھانا اِنہی کو آتا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں کشمیر میرے ساتھ گئیں تو وہ اِن کے ساون بھادوں کا موسم تھا۔ میں سنجیدگی کی طرف بُلاتا اور وہ قہقہوں کی طرف بھاگتیں نتیجہ یہ ہوا کہ نہ سنجیدگی رہی اور نہ قہقہے ساون کی جھڑیوں کی طرح جو آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے تو کشمیر سے واپسی تک بہتے ہی چلے گئے۔ دوسری دفعہ ہم پھر مریم ہی کے کہنے پر کشمیر گئے یہ ۱۹۲۹ء کا زمانہ تھا۔ اب تین بچے مریم کے اپنے تھے اور تین امۃ الحی مرحومہ کے اس سبب سے کچھ تو مریم میں سنجیدگی پیدا ہوگئی تھی کچھ مجھے امۃ الحی مرحومہ کے بچوں کے پالنے کی وجہ سے اِن کا لحاظ زیادہ ہوگیا تھا اِس لئے اب اِن کے قہقہوں کے لئے فضا سازگار ہوگئی تھی۔ پس اِس دفعہ کشمیر کی خوب سیر کی اور ۱۹۲۱ء کی کمی پوری کر لی مگر یہ حسرت پھر بھی رہ گئی کہ مجھے ایک دفعہ کشمیر اکیلے دکھا دو یعنی جب کوئی دوسری بیوی ساتھ نہ ہو۔

عجیب متضاد بات مریم کی طبیعت میں یہ عجیب متضاد بات تھی کہ میرے سب بچوں سے خواہ کسی ماں سے ہوں وہ بے انتہا محبت کرتی تھیں بلکہ ادب تک کرتی تھیں۔ لیکن میری بیویوں سے اِن کی نہ نبھتی تھی۔ گنواروں کی طرح لڑتی نہ تھیں مگر دل میں غصہ ضرور تھا۔ اِن کے دل میں ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی کہ کسی نہ کسی امر میں اِن سے امتیازی سلوک ہو اور چونکہ خدا اور رسول کے ماتحت میں ایسا نہ کرسکتا تھا، وہ یہ یقین رکھتی تھیں کہ مَیں اِن

رشتہ داروں سے محبت

میری مریم کو میرے رشتہ داروں سے بہت محبت تھی وہ ان کو اپنے عزیزوں سے زیادہ پیار کرتی تھیں۔ میرے بھائی، میری بہنیں، میرے ماموں اور ان کی اولادیں انہیں بے حد عزیز تھے۔ ان کی نیک رائے کو وہ بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھیں اور اِس کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی تھیں۔ حضرت اُمّ المومنین کی خدمت کا بے انتہاء شوق تھا۔ اوّل اوّل جب آپ کے گھر میں رہی تھیں تو ایک دو خادمہ سے اُن کو بہت تکلیف پہنچی تھی اِس وجہ سے ایک دو سال کچھ حجاب رہا مگر پھر یہ حجاب دُور ہو گیا۔ ہمارے خاندان میں کسی کو کوئی تکلیف ہو سب سے آگے خدمت کرنے کو مریم موجود ہوتی تھیں اور رات دن جاگنا پڑے تو اِس سے دریغ نہ ہوتا تھا۔ بچوں کی ولادت کے موقع پر شدید بیماری میں مبتلا ہونے کے باوجود زچہ کا پیٹ پکڑے گھنٹوں بیٹھتیں اور اُف تک زبان پر نہ آنے دیتیں۔

انتہاء درجہ کی مہمان نوازی

مہمان نواز انتہاء کی تھیں۔ ہر اک کو اپنے گھر میں جگہ دینے کی کوشش کرتیں اور حتی الوسع جلسہ کے موقع پر بھی گھر میں ٹھہرنے والے مہمانوں کا لنگر سے کھانا نہ منگواتیں۔ خود تکلیف اُٹھاتیں، بچوں کو تکلیف دیتیں لیکن مہمان کو خوش کرنے کی کوشش کرتیں۔ بعض دفعہ اپنے پر اِس قدر بوجھ لا دلیتیں کہ مَیں بھی خفا ہوتا کہ آخر مہمان خانہ کا عملہ اِسی غرض کے لئے ہے تم کیوں اِس قدر تکلیف میں اپنے آپ کو ڈال کر اپنی صحت برباد کرتی ہو۔ آخر تمہاری بیماری کی تکلیف مجھے ہی اُٹھانی پڑتی ہے مگر اِس بارہ میں کسی نصیحت کا اِن پر اثر نہ ہوتا۔ کاش! اَب جبکہ وہ اپنے ربّ کی مہمان ہیں اِن کی یہ مہمان نوازیاں اِن کے کام آجائیں اور وہ کریم میزبان اِس وادی غربت میں بھٹکنے والی اِس تنہا روح کو اپنی جنت الفردوس میں مہمان کر کے لے جائے۔

بلا کا حافظہ

امۃ الحی مرحومہ کی وفات پر لڑکیوں میں تعلیم کا رواج پیدا کرنے کیلئے مَیں نے ایک تعلیمی کلاس جاری کی اُس میں مریم بھی داخل ہوئیں مگر اِن کا دل کتاب میں نہیں، کام میں تھا۔ وہ اِس بوجھ کو اُٹھا نہ سکیں اور کسی نہ کسی بہانہ سے چند ماہ بعد تعلیم کو چھوڑ دیا۔ مگر حافظہ اِس بلا کا تھا کہ اُس وقت کی پڑھی ہوئی بعض عربی کی نظمیں اب تک انہیں یاد

تھیں۔ ابھی چند ماہ ہوئے نہایت خوش الحانی سے ایک عربی نظم مجھے سنائی تھی۔

سیّدہ سارہ بیگم کے بچوں سے سلوک

جب مَیں نے تعلیمِ نسواں کے خیال سے سارہ بیگم مرحومہ سے شادی کی تو مرحومہ نے خوشی سے اِن کو اپنے ساتھ رکھنے کا وعدہ کیا مگر اِس وعدہ کو نباہ نہ سکیں اور آخر الگ الگ انتظام کرنا پڑا۔ یہ باہمی رقابت سارہ بیگم کی وفات تک رہی مگر بعد میں اِن کے بچوں سے ایسا پیار کیا کہ وہ بچے اِن کو اپنی ماں کی طرح عزیز سمجھتے تھے۔

بیماری کی ابتداء

مَیں بتا چکا ہوں کہ مریم بیگم کو پہلے بچہ کی پیدائش پر ہی اندرونی بیماری لگ گئی تھی جو ہر بچہ کی پیدائش پر بڑھ جاتی تھی اور جب بھی کوئی محنت کا کام کرنا پڑتا تو اِس سے اور بھی بڑھ جاتی تھی۔ مَیں نے اِس کے لئے ہر چند علاج کروایا مگر فائدہ نہ ہوا۔ دو دفعہ ایچی سن ہاسپٹل میں داخل کروا کر علاج کروایا۔ ایک دفعہ لاہور چھاؤنی میں رکھ کر علاج کروایا۔ کرنل نلسن، کرنل ہیز، کرنل کاکس وغیرہ چوٹی کے ڈاکٹروں سے مشورے بھی لئے، علاج بھی کروائے مگر مرض میں ایسی کمی نہیں آئی کہ صحت عَود کر آئے بلکہ صرف عارضی افاقہ ہوتا تھا چونکہ طبیعت حساس تھی کسی بات کی برداشت نہ تھی، کئی دفعہ ناراضگی میں بے ہوشی کے دَورے ہو جاتے تھے اور اُن میں اندرونی اعضاء کو اور صدمہ پہنچ جاتا تھا۔ آخر مَیں نے دل پر پتھر رکھ کر اِن سے کہہ دیا کہ پھر دَورہ ہوا تو مَیں علاج کیلئے پاس نہ آؤں گا۔ چونکہ دَورے ہسٹیریا کے تھے۔ مَیں جانتا تھا کہ اس سے فائدہ ہوگا اس کے بعد صرف ایک دَورہ ہوا اور میں ڈاکٹر صاحب کو بلا کر خود چلا گیا اِس وجہ سے آئندہ انہوں نے اپنے نفس کو روکنا شروع کر دیا اور عمر کے آخری تین چار سالوں میں دَورہ نہیں ہوا۔

لجنہ کے کام کو غیر معمولی ترقی دی

مَیں نے اوپر لکھا ہے کہ ان کا دل کام میں تھا کتاب میں نہیں۔ جب سارہ بیگم فوت ہوئیں تو مریم کے کام کی روح اُبھری اور انہوں نے لجنہ کے کام کو خود سنبھالا۔ جماعت کی مستورات اِس امر کی گواہ ہیں کہ انہوں نے باوجود علم کی کمی کے اِس کام کو کیسا سنبھالا۔ انہوں نے لجنہ میں جان ڈال دی۔ آج کی لجنہ وہ لجنہ نہیں جو امۃ الحی مرحومہ یا سارہ بیگم مرحومہ کے زمانہ کی تھی۔

آج وہ ایک منظّم جماعت ہے جس میں ترقی کرنے کی بے انتہاء قابلیت موجود ہے۔ انہوں نے کئی کو ناراض بھی کیا مگر بہتوں کو خوش کیا، بیواؤں کی خبر گیری، یتامیٰ کی پرورش، کمزوروں کی پُرسش، جلسہ کا انتظام، باہر سے آنے والی مستورات کی مہمان نوازی اور خاطر مدارات، غرض ہر بات میں انتظام کو آگے سے بہت ترقی دی اور جب یہ دیکھا جائے کہ اِس انتظام کا اکثر حصہ گرم پانی سے بھری ہوئی ربڑ کی بوتلوں کے درمیان چارپائی پر لیٹے ہوئے کیا جاتا تھا تو احسان شناس انسان کا دل اِس کمزور ہستی کی محبت اور قدر سے بھر جاتا ہے۔ اے میرے ربّ! تو اس پر رحم کر اور مجھ پر بھی۔

۱۹۴۲ء کی بیماری

۱۹۴۲ء میں مَیں سندھ میں تھا کہ مرحومہ سخت بیمار ہوئیں اور دل کی حالت خراب ہوگئی۔ مجھے تار گئی کہ دل کی حالت خراب ہے۔ مَیں نے پوچھا کہ کیا مَیں آ جاؤں؟ تو جواب گیا کہ نہیں اب طبیعت سنبھل گئی ہے۔ یہ دورہ مہینوں تک چلا اور کہیں جون جولائی میں جا کر کچھ افاقہ ہوا۔ اُس سال اُنہی دنوں میں اُمِّ ناصر احمد کو بھی دل کے دورے ہوئے۔ نہ معلوم اس کا کیا سبب تھا۔ ۱۹۴۳ء کے مئی میں مَیں ان کو دہلی لے گیا کہ ان کا علاج حکیموں سے کرواؤں۔ حکیم محمود احمد خان صاحب کے صاحبزادے کو دکھایا اور علاج تجویز کروایا مگر مرحومہ علاج صرف اپنی مرضی کا کروا سکتی تھیں چنانچہ وہ علاج انہیں پسند نہ آیا اور انہوں نے پوری طرح کیا نہیں۔ وہاں بھی چھوٹا سا ایک دورہ اندرونی تکلیف کا ہوا مگر جلدی آرام آ گیا۔ اس بیماری میں بھی جاتے آتے آپ ریل میں فرش پر لیٹیں اور میری دوسری بیویوں کے بچوں کو سیٹوں پر لٹوایا۔

دہلی سے واپسی کے معاً بعد مجھے سخت دَورہ کھانسی بخار کا ہوا جس میں مرحومہ نے حد سے زیادہ خدمت کی۔ ان گرمی کے ایام میں رات اور دن میرے پاس رہتیں اور اکثر پاخانہ کا برتن خود اُٹھاتیں اور خود صاف کرتیں، کھانا بھی پکاتیں حتّٰی کہ پاؤں کے تلوے ان کے گھس گئے۔ مَیں جاگتا تو ساری ساری رات ساتھ جاگتیں۔ سو جاتا اور کھانسی اُٹھتی تو سب سے پہلے وہ میرے پاس پہنچ چکی ہوتی تھیں۔ جب کچھ افاقہ ہوا اور ہم ڈلہوزی آئے تو وہاں بھی باورچی خانہ کا انتظام پہلے انہوں نے لیا اور کوٹھی کو با قرینہ سجایا۔ یہاں اِن کو پھر شدید دَورہ بیماری کا ہوا مگر

میری بیماری کی وجہ سے زیادہ تکلیف کا اظہار نہ کیا۔

چنبہ کا سفر جب مجھے ذرا افاقہ ہوا اور میں چنبہ گیا تو باوجود بیمار ہونے کے اصرار کے ساتھ وہاں گئیں اور گھوڑے کی سواری کی کیونکہ کچھ حصۂ سفر میں ڈانڈی[۲] نہ ملی تھی میں نے سمجھایا کہ اِس طرح جانا مناسب نہیں مگر حسبِ دستور یہی جواب دیا کہ آپ چاہتے ہیں کہ مَیں سیر نہ کروں مَیں ضرور جاؤں گی۔ آخر اِن کی بیماری کی وجہ سے مَیں نے دوسروں کو روکا اور اُن کو ساتھ لے گیا۔

رمضان میں مشقّت اس کے بعد رمضان آ گیا اور ہندوستانی عادت کے ماتحت قافلہ کے لوگوں نے غذا کے بارہ میں شکایات شروع کیں اور ملازم آخر ملازم ہوتے ہیں، نتیجہ یہ ہوا کہ مرحومہ نے اِس جان لیوا بیماری میں رات کو اُٹھ اُٹھ کر تین تین چار چار سیر کے پراٹھے سحری کے وقت پکا کر لوگوں کے لئے بھیجے جس سے بیماری کے مقابلہ کی طاقت جسم سے بالکل جاتی رہی۔ مَیں تو کمزور تھا روزے نہ رکھتا تھا جب مجھے علم ہوا تو میں نے اِن کو روکا مگر اِس کا جواب اِنہوں نے یہی دیا کہ کیا معلوم پھر ثواب کمانے کا موقع ملے یا نہ ملے اور اِس عمل سے نہ رُکیں۔

شدید دَورہ ہم واپس آئے تو اُن کی صحت ابھی کمزور ہی تھی۔ تین چار ہفتوں کے بعد ہی پھر شدید دَورہ ہو گیا۔ میں اُس وقت گردے کی درد سے بیمار پڑا ہوا تھا۔ اُس وقت مجھے معلوم ہوا کہ دورہ ایسا سخت ہے کہ بچنے کی امید نہیں یہ پہلا موقع تھا کہ مریم کی موت میری آنکھوں کے سامنے آئی۔ مَیں چل تو سکتا نہ تھا، اِس لئے جب میرا کمرہ خالی ہوا چار پائی پر اوندھے گر کر مَیں نے اپنے ربّ سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ اِن کیلئے دعائیں کیں اور خدا تعالیٰ نے فضل کیا اور اُس وقت موت ٹل گئی اور مَیں اچھا ہو کر وہاں جانے لگ گیا۔

مرض الموت کا حملہ کچھ دنوں بعد پھر مجھے نقرس کا دَورہ ہوا اور پھر وہاں جانا چھٹ گیا۔ اُس وقت ڈاکٹروں کی غلطی سے ایک ایسا ٹیکہ لگایا گیا جس کے خلاف مریم بیگم نے بہت شور کیا کہ یہ ٹیکہ مجھے موافق نہیں آتا۔ اِس کے بعد اُس ٹیکہ کے

متعلق مجھے لاہور کے قیام میں بڑے بڑے ڈاکٹروں سے معلوم ہوا کہ مرحومہ کے مخصوص حالات میں وہ ٹیکہ واقعہ میں مضر تھا۔ اُس ٹیکہ کا یہ اثر ہوا کہ اِن کا پیٹ یکدم پھول گیا اور اتنا پھولا کہ موٹے سے موٹے آدمی کا اتنا پیٹ نہیں ہوتا۔ میں بیماری میں لنگڑاتا ہوا وہاں پہنچا اور اِن کی حالت زیادہ خطرناک پاکر لاہور سے کرنل ہیز کو اور امرت سر سے لیڈی ڈاکٹر وائن کو بُلوایا۔ دوسرے دن یہ لوگ پہنچے اور مشورہ ہوا کہ انہیں لاہور پہنچایا جائے جہاں سترہ دسمبر ۱۹۴۳ء کو موٹر کے ذریعہ سے انہیں پہنچایا گیا۔ کرنل کی رائے تھی کہ کچھ علاج کر کے کوشش کروں گا کہ دواؤں سے ہی فائدہ ہو جائے چنانچہ ۱۷/دسمبر سے ۸، ۹/جنوری تک وہ اس کی کوشش کرتے رہے۔

آپریشن

مگر آخر یہ فیصلہ کیا کہ آپریشن کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی رائے اس کے خلاف تھی مگر مجھے اس کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا۔ اس لئے مَیں نے مرحومہ سے ہی پوچھا کہ یہ حالات ہیں، تمہارا جو منشاء ہو اُس پر عمل کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ آپریشن کروا ہی لیں۔ گو مجھے اِس طرح محفوظ الفاظ میں مشورہ دیا مگر اُن کے ساتھ رہنے والی خاتون نے بعد میں مجھ سے ذکر کیا کہ وہ مجھ سے کہتی رہتی تھیں کہ دعا کرو کہیں وقت پر حضرت صاحب کا دل آپریشن سے ڈر نہ جائے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے نزدیک آپریشن کو ضروری سمجھتی تھیں۔ بہرحال ۱۴/جنوری کو اِن کا آپریشن ہوا۔ اُس وقت اِن کی طاقت کا پورا خیال نہ رکھا گیا اور ۱۵/جنوری کو اِن کے دل کی حالت خراب ہونی شروع ہوگئی۔ اُس وقت ڈاکٹروں نے توجہ کی اور انسانی خون بھی جسم میں پہنچایا گیا اور حالت اچھی ہوگئی اور اچھی ہوتی گئی۔

افاقہ کے بعد تشویشناک حالت

یہاں تک کہ ۲۵/تاریخ کو مجھے کہا گیا کہ اب چند دن تک اِن کو ہسپتال سے رُخصت کر دیا جائے گا اور میں اجازت لے کر چند دن کے لئے قادیان آ گیا۔ میرے قادیان جانے کے بعد ہی اِن کی حالت خراب ہوگئی اور وہ زخم جسے مندمل بتایا جاتا تھا پھر دوبارہ پورا کا پورا کھول دیا گیا مگر مجھے اِس سے غافل رکھا گیا اور اِس وجہ سے میں متواتر ہفتہ بھر قادیان ٹھہرا رہا۔ ڈاکٹر

درخواست کرنی شروع کی کہ اے میرے ربّ! تیرے پاس صحت بھی ہے پس تجھ سے میری پہلی درخواست تو یہ ہے کہ تو مریم بیگم کو صحت دے لیکن اگر کسی وجہ سے تو سمجھتا ہے کہ اب مریم بیگم کا اِس دنیا میں رہنا اِس کے اور میرے دین و دنیا کیلئے بہتر نہیں تو اے میرے ربّ! پھر اِسے اِس تکلیف سے بچالے جو اِس کے دین کو صدمہ پہنچائے۔ اِس دعا کے بعد جو اِن کی وفات سے کوئی آٹھ نو دن پہلے کی گئی تھی میں نے دیکھا اِن کی درد کی تکلیف کم ہونی شروع ہوگئی مگر اِن کے ضعف اور دل کے دَوروں کی تکلیف بڑھنے لگی۔ ظاہری سبب یہ بھی پیدا ہوا کہ ڈاکٹر بڑوچہ نے جن کے علاج کے لئے اب ہم اِنہیں سرگنگا رام ہسپتال میں لے آئے تھے انہیں افیون بھی دینی شروع کر دی تھی۔

آخری لمحات

بہرحال اب انجام قریب آ رہا تھا مگر اللہ تعالیٰ پر اُمید قائم تھی، میری بھی اور ان کی بھی۔ وفات سے پہلے دن ان کی حالت نازک دیکھ کر اقبال بیگم (جو اِن کی خدمت کیلئے ہسپتال میں اڑھائی ماہ رہیں اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہان میں بڑے مدارج عطا فرمائے) رونے لگیں۔ اُن کا بیان ہے کہ مجھے روتے ہوئے دیکھ کر مریم محبت سے بولیں پگلی روتی کیوں ہو، اللہ تعالیٰ میں سب طاقت ہے۔ دعا کرو، وہ مجھے شفا دے سکتا ہے۔ ۴؍ مارچ کی رات کو میر محمد اسماعیل صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے مجھے بتایا کہ اب دل کی حالت بہت نازک ہو چکی ہے اب وہ دوائی کا اثر ذرا بھی قبول نہیں کرتا اس لئے میں دیر تک وہاں رہا۔ پھر جب انہیں کچھ سکون ہوا تو شیخ بشیر احمد صاحب کے گھر پر سونے کیلئے چلا گیا۔ کوئی چار بجے آدمی دَوڑا ہوا آیا کہ جلد چلیں حالت نازک ہے۔ اُس وقت میرے دل میں یہ یقین پیدا ہو گیا کہ اب میری پیاری مجھ سے رُخصت ہونے کو ہے اور میں نے خدا تعالیٰ سے اپنے اور اس کے ایمان کے لئے دعا کرنی شروع کر دی۔ اب دل کی حرکت کمزور سے کمزور تر ہوتی جارہی تھی اور میرے دل کی ٹھنڈک دارالآخرۃ کی طرف اُڑنے کے لئے پَر تول رہی تھی۔

آخری بات

کوئی پانچ بجے کے قریب مَیں پھر ایک دفعہ جب پاس کے کمرہ سے جہاں مَیں معالجین کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان کے پاس گیا تو ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے اور شدید ضعف کے آثار ظاہر ہو رہے تھے مگر ابھی بول سکتی تھیں۔ کوئی بات انہوں نے کی

درخواست کرنی شروع کی کہ اے میرے ربّ! تیرے پاس صحت بھی ہے پس تجھ سے میری پہلی درخواست تو یہ ہے کہ تو مریم بیگم کو صحت دے لیکن اگر کسی وجہ سے تو سمجھتا ہے کہ اب مریم بیگم کا اِس دنیا میں رہنا اِس کے اور میرے دین و دنیا کیلئے بہتر نہیں تو اے میرے ربّ! پھر اِسے اِس تکلیف سے بچا لے جو اِس کے دین کو صدمہ پہنچائے۔ اِس دعا کے بعد جو اِن کی وفات سے کوئی آٹھ نو دن پہلے کی گئی تھی میں نے دیکھا اِن کی درد کی تکلیف کم ہونی شروع ہوگئی مگر اِن کے ضعف اور دل کے دَوروں کی تکلیف بڑھنے لگی۔ ظاہری سبب یہ بھی پیدا ہوا کہ ڈاکٹر بڑوچہ نے جن کے علاج کے لئے اب ہم اِنہیں سرگنگا رام ہسپتال میں لے آئے تھے انہیں افیون بھی دینی شروع کر دی تھی۔

آخری لمحات

بہر حال اب انجام قریب آ رہا تھا مگر اللہ تعالیٰ پر اُمید قائم تھی، میری بھی اور ان کی بھی۔ وفات سے پہلے دن ان کی حالت نازک دیکھ کر اقبال بیگم (جو اِن کی خدمت کیلئے ہسپتال میں اڑھائی ماہ رہیں اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہان میں بڑے مدارج عطا فرمائے) رونے لگیں۔ اُن کا بیان ہے کہ مجھے روتے ہوئے دیکھ کر مریم محبت سے بولیں پگلی روتی کیوں ہو، اللہ تعالیٰ میں سب طاقت ہے۔ دعا کرو، وہ مجھے شفا دے سکتا ہے۔ ۴؍ مارچ کی رات کو میر محمد اسماعیل صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے مجھے بتایا کہ اب دل کی حالت بہت نازک ہو چکی ہے اب وہ دوائی کا اثر ذرا بھی قبول نہیں کرتا اس لئے میں دیر تک وہاں رہا۔ پھر جب انہیں کچھ سکون ہوا تو شیخ بشیر احمد صاحب کے گھر پر سونے کیلئے چلا گیا۔ کوئی چار بجے آدمی دَوڑا ہوا آیا کہ جلد چلیں حالت نازک ہے۔ اُس وقت میرے دل میں یہ یقین پیدا ہو گیا کہ اب میری پیاری مجھ سے رُخصت ہونے کو ہے اور میں نے خدا تعالیٰ سے اپنے اور اس کے ایمان کے لئے دعا کرنی شروع کر دی۔ اب دل کی حرکت کمزور سے کمزور تر ہوتی جا رہی تھی اور میرے دل کی ٹھنڈک دارالآخرۃ کی طرف اُڑنے کے لئے پَر تول رہی تھی۔

آخری بات

کوئی پانچ بجے کے قریب مَیں پھر ایک دفعہ جب پاس کے کمرہ سے جہاں مَیں معالجین کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان کے پاس گیا تو ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے اور شدید ضعف کے آثار ظاہر ہو رہے تھے مگر ابھی بول سکتی تھیں۔ کوئی بات انہوں نے کی

جس پر میں نے انہیں نصیحت کی۔ انہوں نے اِس سے سمجھا کہ گویا مَیں نے یہ کہا ہے کہ تم نے روحانی کمزوری دکھائی ہے رحم کو اُبھارنے والی نظروں سے میری طرف دیکھا اور کہا کہ میرے پیارے آقا! مجھے کافر کر کے نہ ماریں یعنی اگر میں نے غلطی کی ہے تو مجھ پر ناراض نہ ہوں، مجھے صحیح بات بتا دیں۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ موت تیزی سے ان کی طرف بڑھتی آ رہی ہے۔ میرا حساس دل اب میرے قابو سے نکلا جا رہا تھا، میری طاقت مجھے جواب دے رہی تھی مگر میں سمجھتا تھا کہ خدا تعالیٰ اور مرحومہ سے وفاداری چاہتی ہے کہ اِس وقت میں انہیں ذکرِ الٰہی کی تلقین کرتا جاؤں اور اپنی تکلیف کو بھول جاؤں۔ میں نے اپنے دل کو سنبھالا اور ٹانگوں کو زور سے قائم کیا اور مریم کے پہلو میں جھک کر نرمی سے کہا تم خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرو۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی (وہ سید تھیں) اور مسیح موعود علیہ السلام کی بہو کو کافر کر کے نہیں مارے گا۔

آخری گفتگو

اُس وقت میرا دل چاہتا تھا کہ ابھی چونکہ زبان اور کان کام کرتے ہیں میں اِن سے کچھ محبت کی باتیں کرلوں مگر مَیں نے فیصلہ کیا کہ اب یہ اِس جہان کی روح نہیں اُس جہان کی ہے اب ہمارا تعلق اِس سے ختم ہے۔ اب صرف اپنے رب سے اس کا واسطہ ہے اس واسطہ میں خلل ڈالنا اِس کے تقدس میں خلل ڈالنا ہے اور میں نے چاہا کہ انہیں بھی آخری وقت کی طرف توجہ دلاؤں تا کہ وہ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جائیں مگر صاف طور پر کہنے سے بھی ڈرتا تھا کہ ان کا کمزور دل کہیں ذکرِ الٰہی کا موقع پانے سے پہلے ہی بیٹھ نہ جائے۔ آخر سوچ کر میں نے ان سے اِس طرح کہا کہ مریم! مرنا تو ہر ایک نے ہے دیکھو! اگر میں پہلے مر جاؤں تو میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کروں گا کہ وہ کبھی کبھی مجھ کو تمہاری ملاقات کے لئے اجازت دیا کرے اور اگر تم پہلے فوت ہوگئیں تو پھر تم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرنا کہ وہ تمہاری روح کو کبھی کبھی مجھ سے ملنے کی اجازت دے دیا کرے اور مریم! اس صورت میں تم میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سلام کہنا۔

تلاوتِ قرآن

اِس کے بعد میں نے کہا مریم! تم بیماری کی وجہ سے قرآن کریم نہیں پڑھ سکتیں آؤ میں تم کو قرآن کریم پڑھ کر سناؤں۔ پھر میں نے سورہ رحمٰن